Vol.7 No.2 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

چترال میں غیر افسانوی ادب کا تحقیقی جائزہ

ڈاکٹر نازیہ سحر، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، اسلامیہ کالج پشاور
ڈاکٹر محمد صاحب خان، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، یونیورسٹی آف چترال
ڈاکٹر احمد ولی، لیکچرار، یونیورسٹی کالج فار بوائز، یونیورسٹی آف پشاور

Abstract

Chitral is a literary treasure trove that enriches our national literary heritage. The writers here have explored their creative endeavors in every field of literature, expanding the horizons for readers. Through the study of non-fiction literature in Chitral, it becomes evident that the local writers have not only portrayed regional, national, and local issues but have also highlighted the unique cultural aspects of Chitral. The non-literary capital of Chitral serves not only the purpose of addressing objectives but also acts as a significant means of aesthetic satisfaction. In the following article, an analytical review of Chitral's non-fiction prose is presented.

Keywords: Chitral, regional, national, cultural issues, non-fictions, literature.

وادیٔ چترال اپنے قدرتی حسن، معدنی ذخائر، پُر خلوص لوگوں اور دلکش تہذیب و ثقافت کی وجہ سے نمایاں مقام رکھتا ہے۔ پہاڑوں کے دامن میں یہ ہرا بھرا خطہ اپنے دامن میں شعر و ادب کا عظیم سرمایہ لیے ہوئے ہے۔ یہاں کے اہلِ قلم نے اپنی تخلیقی کاوشوں کے ذریعے ہر دور میں ادب کے ذخیرے میں خوشگوار اضافے کیے ہیںَ زیرِ نظر مقالے میں چترال سے تعلق رکھنے والے ان ادیبوں کی تحریروں کا جائزہ لیا جا رہا ہے جنھوں نے ادب کے غیر افسانوی اصناف پر زورِ طبع صرف کیا ہے اور مختلف موضوعات کے ذریعے نہ صرف علاقائی، قومی اور بین الاقوامی مسائل کو اُجاگر کیا ہے بلکہ اپنے خطے کی تہذیب ، روایات اور اقدار کو بھی دلکش انداز میں عالم آشکارا کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔

چترال میں تخلیق ہونے والی غیر افسانوی ادب کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں زیادہ تر ادیبوں کی توجہ مضمون نگاری پر رہی ہے۔ چونکہ مضمون کے لیے موضوع کی کوئی قید نہیں ہوتی اس لیے تخلیق نگار کا قلم زندگی کے ہر گوشے اور پہلو سے کوئی موضوع یا خیال چُن کر ضبطِ تحریر میں لا سکتا ہے۔ چترال کے اہلِ قلم نے علمی، تحقیقی اور تاثراتی ہر طرح کے مضامین لکھ کر ادب کے غیر افسانوی خزانے کو معمور کیا ہے۔ ان شخصیات میں اہم نام ڈاکٹر عنایت اللہ فیضی کا ہے۔ براہِ راست اُردو زبان و ادب سے وابستگی کی وجہ سے ان کی ادبی تخلیقات کمیت اور کیفیت دونوں حوالوں سے معتبر ہیں۔

ان کا مضمون(کھوار شاعری میں جنگلی حیات)کے عنوان سے حلقہء ارباب ذوق گلگت کے رسالے میں شائع ہوا۔ اس مضمون میں انہوں نے شعراء کے انوکھے اور دلکش خیالات پر روشنی ڈالی ہے۔ کھوار شعراء نے جب اپنی ذات کے خو ل سے نکل کر پھولوں ، دریاؤں، صحراؤں، ستاروں اور چاند سے ہمکلام ہو کر دل بہلانے کی کوشش کی تو اُنہیں محسوس ہوا کہ بے زبان جنگلی حیات اور پرندے بھی ان کی توجہ کے مستحق ہیں۔ کھوار شاعری میں جنگلی حیات کا تذکرہ تین صورتوں میں موجود ہے۔ مظاہر قدرت کے طور پر کسی خاص وصف یا خوبی کی بنیاد پر یا کسی شکار یا رسم و

Vol.7 No.2 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

رواج کے حوالے سے مثلاً" چیونٹی "کا ذکر کھوار شاعری میں بڑھاپے کی علامت کو ظاہر کرنے کے لئے آتا ہے۔" واخان کے بھیڑیے "کا ذکر محبوب کی بے داد گری اور عاشق کی سرد آہوں کے بیان کے لیے آتا ہے۔ اسی طرح چیتا ہمت، شیر پھرتی اور ہرن ذہانت کی علامت ہے۔

عنایت اللہ فیضی کا مضمون " قومی یکجہتی میں کھوار زبا ن کا کردار "اسلام آباد سے شائع ہونے والے ماہنامہ جریدہ میں شائع ہوا۔ فیضی نے اس مضمون میں نہ صرف لسانیات سے دلچپی رکھنے والوں کے لیے شمالی علاقوں میں بولی جانے والی زبانوں کی لسانی تاریخ کو بیان کیا ہے بلکہ یہاں کی کچھ زبانوں کے معدوم ہونے کے حوالےسے بھی پیشن گوئی کی ہے۔ فیضی نے" پاکستانی علاقائی ادب کھوار "کے عنوان سے مفصل مقالہ" کل پاکستان اہل قلم کانفرنس "کے موقع پر پڑھا جو کھوار ادب کی ابتداء، ارتقاء اور گزرتے وقت کے ساتھ وسعت کی کہانی ہے۔ مصنف کے مطابق کھوار ادب پر باقاعدہ کام کا آغاز ۱۸۷۶ء میں چترال میں متعین برطانوی افسروں نے کیا۔ ۱۹۲۹ء میں کھوار زبان تحریری صورت میں سامنے آئی۔ موجودہ رسم الخط کا آغاز بھی اسی دور میں ہوا۔ اس مقالے میں مصنف نے کھوار ادب کی مشہور صنف" اشورجان "کا تذکرہ بھی کیا ہے جو عام روایتی گیتوں میں زیادہ مقبول ہے۔ اس کی دُھن الگ ہوتی ہے۔ اس پر رقص نہیں ہوتا ا سکی ہیٔت کے متعلق وہ لکھتے ہیں:

"اشور جان اسلوب میں سادہ نظم کی طرح ہوتی ہے۔ تخیل کا سمندر اور تلفظ کا تلاطم
ایک ساتھ اُمڈ آتا ہے"(۱)

چترال کے صاحبِ طراز ادیبوں میں اہم نام شہزادہ فخر الملک کا بھی ہے۔ آپ کی تخلیقات میں گیت، غزلیات، نظمیں اور تنقیدی و تجزیاتی مضامین شامل ہیں۔ اُردو میں آپ کی خود نوشت سوانح عمری" طاقِ نسیاں "کے علاوہ وہ مضامین بھی خاص اہمیت کے حامل ہیں جو اسلامیہ کالج پشاور کے مجلہ" خیبر "میں شائع ہوئے۔

"آلِ تیمور میں ادبی ذوق "کے عنوان سے ان کا مضمون مجلہ" خیبر "کے ۱۹۶۵ء کے شمارے میں شامل ہے جو قارئین کو مغل حکمرانوں کے تخلیق کردہ علمی خزانے سے متعارف کراتا ہے۔" تزکِ بابری "کے علاوہ بابر کے دیوان اور مثنویوں کے بھی حوالے دیے گئے ہیں ۔ مغل حکمران ہمایوں کی علم دوستی سے متعلق وہ لکھتے ہے کہ بادشاہ سلامت بزم سے زیادہ رزم سے لگاؤ رکھتے تھے لیکن شعر و ادب سے لگاؤ ان کی کمزوری تھی۔

"ہمایون نے علم سے وفاداری بشرط استواری یہاں تک نبھائی کہ مرا بھی تو کتب خانے کی
سیڑھی سے گر کر مرا"(۲)

فخر الملک کا مضمون" ایک رنگین صبح "بھی مجلہ" خیبر "میں شائع ہوا جس میں انہوں نے سلیس و ادبی پیرائے میں دنیا کی بے ثباتی کے نکتے کو اُجاگر کیا ہے۔ مضمون نگار نے تشبیہات، استعارات اور تراکیب کے برجستہ استعمال سے تحریر کو دلکش بنانے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ اپنے آبائی علاقے چترال میں مئی کے مہینے میں صبح کے منظر کا بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"سورج پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا، شبنم کے قطرے سورج کی نظرِ عنایت ہوتے
ہی بڑے اطمینان کے ساتھ اپنی ہستی کو مٹانے پر تلے ہوتے تھے۔ مئی کا مہینہ تھا ،
موسم بہار اپنی جملہ دل آفرینیوں اور حشر سا ما نیوں کے ساتھ جلوہ افروز تھا"(۳)

جون ۱۹۶۲ء میں ان کا ایک اور مضمون" چترالی ادب "بھی اسی مجلہ میں شائع ہوا۔ اس مضمون میں انہوں نے چترال کے قدیم شاعر امیر گل امیر کی کھوار شاعری کو اُردو ترجمے کے ساتھ پیش کر کے اردو داں طبقے کے لئے قابلِ مطالعہ بنانے کی کوشش کی ہے۔ اشعار کے مفاہیم کو فصاحت و بلاغت کے ساتھ یوں بیان کیا ہے کہ قاری تحریر کو پڑھتے ہوئے کھو جاتا ہے:

"خدا وند نے اپنی خداوندی کے ثبوت میں تخلیقِ آدم ، نیابتِ آدم اور وجودِ بشر ہی کو دلیل ٹھہرایا، اجرام فلک، شبنم کی ٹپک، پھولوں کی مہک، بلبل کی چہک حتیٰ کہ جگنو کی چمک تک اس کی شانِ کبرائی کے آئینہ دار ہیں"(۴)

مذکورہ بالا مجلہ میں ان کا ایک اور مضمون" الوداعی پارٹی "شامل ہے۔ اس مضمون میں ان کی ظرافت جھلکتی نظر آتی ہے۔ عنایت اللہ فیضی کے بقول فخر الملک بذلہ سنج اور خوش گفتار شخصیت کے مالک ہیں۔ اپنی حاضر جوابی اور حسِ مزاح سے ضمیر جعفری کی طرح بزم کو زعفران زار بنانے کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں۔ ادبی جریدہ ماہنامہ" نوائے چترال "میں اسد اللہ حیدر کا مضمون شائع ہوا۔ جو صنفی اعتبار سے تذکرے کے قریب ہے۔ کیونکہ مصنف نے چترال کے قدیم علماء کے احوال و آثار اور ان کی علمی و معاشرتی خدمات کو قلم بند کیا ہے۔

شاہ ظفر اقبال کا مضمون" وادی ء کالاش کے لوگ اور ان کے مذہبی تہوار "بھی اسی مجلے کی زینت بنا۔ جس میں انہوں نے کالاش قبیلے کی ابتدائی سیاسی و سماجی تاریخ کے ساتھ ساتھ اُن کے انوکھے رسوم و رواج اور دینی عقائد کو بھی ضبطِ تحریر میں لانے کی کوشش کی ہے۔

ماہنامہ جریدہ" شندور "چترال میں اُردو کے فروغ کے سلسلے میں اہم کردار ادا کرتا رہا ہے۔ یہ مجلہ میٹرو یل کراچی سے شائع ہوتا ہے۔ مہربان الٰہی حنفی کا تاثراتی مضمون" بیگاں کی دکان "مذکورہ بالا مجلے میں شامل ہے جس میں کھوار شعر و ادب میں نمایاں مقام رکھنے والے فیض الباری بیگان کی زندگی کے ابتدائی حالات، پیشہ ورانہ زندگی اور ادبی مشاغل پر بحث کی گئی ہے، وہ انجمن ترقی کھوار کے روحِ رواں مانے جاتے ہیں۔

شمس الحق قمر کا کرداری مضمون" فرمانبرداری ہو تو ایسی "بھی اس مجلے میں شائع ہوا، جو ان کے سفرِ بروغل کے دوران ملنے والی شخصیت محمد بیگ کی کہانی بیان کرتا ہے۔ گلیشئر کی بیس ہزار فٹ بلندی پر جانے والے حضرات اپنے ساتھ مختلف ادویات لے کر جاتے ہیں لیکن ایسے موقع پر جان بچانے والی چیز افیون ہے۔ کیونکہ جیسے جیسے مسافر والے بلندی کی طرف جاتا ہے سردی کی شدت اور سانس کی تکلیف بڑھتی جاتی ہے۔ مصنف بیان کرتا ہے۔

"یہ وہ مرحلہ تھا جہاں ہم نے اپنے میزبان مرزا رفیع کے ٹوٹکوں کو آزمانا تھا۔ لہٰذا ہم نے افیون نکالا اور منہ میں ڈالنے کے بعد جیسے ہماری جان میں جان آئی"(۵)

مگر محمد بیگ نے اپنی کمزوری اور نقاہت کے باوجود افیون کھانے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میری ماں نے مجھے رخصت کرتے وقت نصیحت کی تھی کہ افیون کبھی نہ کھانا چاہے تمھاری جان چلی جائے۔ ہم نے کہا" کھا لو ماں تو یہاں نہیں ہے"، اس نے اپنی توتلی زبان میں جواب دیا ماں نہیں مگر خدا تو دیکھ رہا ہے۔ عمدہ اوصاف کی حامل یہ شخصیت قصے کہانی کی مثالی کرداروں کا اصل روپ دکھا ئی دیتا ہے۔

مجلہ" شندور "میں فیضی کا وہ مضمون بھی شامل ہے جو انہوں نے چترال کی مشہور سماجی اور سیاسی شخصیت حاجی نادر خان کے انتقال کے موقع پر لکھا تھا ۔ جس میں انہوں نے موصوف کے شخصی اوصاف اور سماجی سرگرمیوں کو سلیس انداز میں پیش کیا ہے۔

"حاجی نادر خان کی زندگی خدمتِ خلق سے عبارت تھی ان کی ترغیب اور تحریک پر فراموز خان نے دو جلدوں میں چترال کی تاریخ لکھی۔ چترال میں سماجی و معاشرتی ترقی اور جمہوری آزادی کے لیے انہوں نے جو خواب دیکھا اس کی تعبیر ان کی زندگی میں مل گئی"(۶)

فدائے مصطفیٰ راہی کا مضمون بعنوان"شہزادہ فخر الملک "سہ ماہی مجلہ"کھوار چاپ "میں ہوا۔ یہ ادبی طرزِ بیان کا عمدہ نمونہ ہے۔ مصنف نے مرحوم کی ہمہ جہت شخصیت کو پُر خلوص انداز میں خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔ مرحوم اپنی فیاضی کے سبب مہینے کے وسط میں مقروض ہو جاتے اور مالی پریشانی اُن کے چہرے سے عیاں ہوتی۔

Vol.7 No.2 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

"تب ان کا پارہ چڑھا رہتا اور روٹھنے کا انداز بھی دیدنی ہوتا۔ روٹھتے ہوئے اکثر ان کا چہرہ مخالف سمت ہوتا۔
ایک دن مجھے دفتر میں دیکھ کر چہرہ مخالف سمت کر لیا۔ میں نے سلام کو تین مختلف انداز میں دہرایا اور انہیں
مزید رجھانے کے لئے طاقت کا سیلوٹ بھی مارا مگر کوئی جواب نہ پا کر پوچھ ہی لیا۔ نصیب دشمناں آج مہابلی
کی طبیعت یہاں تک بھر آئی ہے کہ پھٹ پڑے جواب میں گالیوں کی ایک بوچھاڑ پڑی"(۷)

مجلہ "نوائے چترال" میں نقیب اللہ رازی کا مضمون "دورش بابِ چترال" شامل ہے جو دروش کے علاقے سے متعلق سیاسی و تاریخی حقائق پر مبنی عمدہ مضمون ہے۔

"سائنسی شاعری" کے عنوان سے پروفیسر اسماعیل ولی کا مضمون مجلہ "بزمِ کھوار" میں شائع ہوا۔ جو ریاستِ چترال کے مہتر ثانی ہر ہائینس محمد ناصر الملک مرحوم کی شاعری میں سائنسی پہلوؤں کو اُجاگر کرتا ہے۔ مصنف بیان کرتے ہیں:

"ان کی کتاب "صحیفۃالتکونین" کے ہر باب کا آغاز متعلقہ قرآنی آیات سے ہوتا ہے پھر ان کی روشنی میں
سائنسی حقائق سے پردہ اُٹھایا گیا ہے کتاب کے فٹ نوٹس میں بڑے بڑے سائنس دانوں اور ماہرِ حیاتیات
کے حوالے موجود ہیں"(۸)

اس مضمون کی روشنی میں ناصر الملک کی علمیت اور دور اندیشی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

"امتحان ذرہ کن درخوردہ بین
عالم صغریٰ بہ بینی اندارین"(۹)

ترجمہ: ایٹم کا تماشا خوردبین میں کرو تا کہ یہ واضح ہو جائے کہ وہ چھوٹی سی کائنات ہے۔

وادیء چترال میں تحقیقی مضامین لکھنے والوں میں ڈاکٹر فیضی سرِ فہرست ہیں۔ اگرچہ اُن کی تحقیق شمالی علاقہ جات اور ان کے ادب کے گرد گھومتی ہے تاہم دوسرے اہم اور قابلِ توجہ موضوعات بھی ان کی نظر سے اوجھل نہیں رہے۔ ان کا تحقیقی مقالہ "کھوار ادب میں قومی شعور" شاہ عبداللطیف بھٹائی یونیورسٹی سندھ کے مجلہ "الماس" کی زینت بنا۔ جس میں انہوں نے ان تخلیق کاروں کے کلام کے حوالے پیش کیے ہیں جن کا کلام قومی شعور اور آگہی لیے ہوئے ہے۔ "آزادی اور ادب و ثقافت کی ترقی" کے نام سے فیضی کا ایک اور عمدہ مضمون آزادی کے بعد تخلیق شدہ ادب کے اجمالی تذکرے پر مبنی ہے۔ "پاکستانی زبانیں" ان کا جامع مقالہ ہے جو انہوں نے دو روزہ قومی کانفرنس میں پیش کیا۔ جس میں اُردو اور کھوار کے درمیان ربط، ادبی اصناف کا تقابلی جائزہ، صوتیاتی آہنگ اور قواعد کے اصول بیان کیے گئے ہیں۔

"جون ایلیا کی چند انوکھی ترکیبیں" بھی فیضی کا مقالہ ہے جس میں انہوں نے جون کی شاعری میں مستعمل دلکش تراکیب پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ "کلامِ اقبال میں نئی نسل کا حصہ"، "سرحدِ واخان"، "اُردو غزل میں غیر روایتی عناصر"، "چترال میں اُردو" وہ تحقیقی مقالات ہیں جن میں فیضی کا علمی اور فکر انگیز اسلوب نمایاں ہے۔

ڈاکٹر عنایت اللہ فیضی کا سفر نامہ "چیں بہ جبیں" وادیٔ چترال کے غیر افسانوی ادب میں دلکش اضافہ ہے۔ دراصل یہ سفر نامہ اکادمی ادبیات پاکستان کے ایک ثقافتی وفد کے رکن کی حیثیت سے چین کے دورے کی روداد ہے۔ انہوں نے سفری تجربات اور مشاہدات کو متانت اور ذمہ داری کے ساتھ زیبِ قرطاس کیا ہے۔ محمد حمید کے بقول:

"فیضی کی تحریر میں کہیں بھی کچا پن نہیں ہے۔ خوب جملہ لکھتا ہے، اچھی طرح بنا سنوار کر، سلیقے سے اور بیچ
میں روشنی کی ایک لکیر رکھتے ہوئے"(۱۰)

سفر نامے کا اسلوب اس قدر دلکش ہے کہ قاری ہر لمحہ خود کو مصنف کے ساتھ شریکِ سفر محسوس کرتا ہے۔ کمال یہ ہے کہ سفر نامے کے معلوماتی حصے بھی قاری کو اکتاہٹ کا شکار نہیں کرتے۔

Vol.7 No.2 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

"ٹیرہ کوٹہ Terra Cotta کے آثارِ قدیمہ شہر سے بیس کلو میٹر مشرق کی طرف واقع ہے۔ مگر فنِ تعمیر کے لحاظ سے ہزاروں برس پرانے لگتے ہیں۔ ٹیرہ کوٹہ سے مراد مٹی کے بت ہیں۔ یہاں دریافت ہونے والی مٹی کے بتوں کی تعداد آٹھ ہزار ہے"(۱۱)

سفر نامہ نگار نے ایک محبِ وطن ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے سفر کے دوران جگہ جگہ پاکستان کا ذکر کیا ہے۔ڈاکٹر ظہور احمد اعوان کے مطابق:

"یہ ان کے اسلوب کا کمال ہے کہ وہ گرم جوشی کے ساتھ پوری طرح ملوث Involved ہو کر لکھتے ہیں۔ڈاکٹر فیضی ایک اچھے سفر نامہ نگار کی طرح اپنے وطن کو یاد رکھتے ہوئے غیر ملکی مناظر و کیفیات کا قدم قدم پر موازنہ بھی کرتے جاتے ہیں"(۱۲)

محمد عنایت اللہ فیضی کی رپوتاژ "اشپاتا" وادی کالاش کی نادر اور نایاب ثقافت پر روشنی ڈالتی ہوئی تحریر ہے۔جو انہوں نے اس وادی میں قیام کے دوران لکھی تھی۔اس کتاب کے متعلق مصنف دعویٰ کرتے ہیں کہ:

"اشپاتا' اپنی نوعیت کی پہلی کتاب ہے۔اس سے پہلے کالاش سے متعلق ایسی مفصل کتاب آج تک سامنے نہیں آئی۔آئندہ کی زندگی میں کالاش کے اندر سے کوئی کالاش لکھاری لکھنا چاہے تو بہر حال وہ یہی لکھ سکتا ہے جو میں نے لکھا ہے"(۱۳)

اس کے علاوہ ناجی خان ناجی کی "کھوار اردو لغت" فیضی کی مختصر کتاب "کھوار بول چال" شہزادہ محمد حسام الملک کی تصنیف "گلشنِ چترال" شیر ولی خان اسیر کی کتاب "چترالی موسیقی،آلاتِ موسیقی اور فن کار" بھی فنی و فکری اعتبار سے معتبر تخلیقات ہیں۔

چترال میں غیر افسانوی ادب کے ضمن میں شہزادہ فخر الملک کی خود نوشت "طاقِ نسیاں" اہم تصنیف ہے جو ۲۰۰۵ء میں طبع ہوئی۔ یہ کتاب مختلف عنوانات کے تحت کئی ابواب پر مشتمل ہے۔مصنف نے زندگی کے احوال و واقعات، شخصی اور عملی تجربات کے علاوہ سیاسی، سماجی اور معاشرتی عوامل کا بھی ذکر کیا ہے جو ان کی شخصیت پر اثر انداز ہوئے۔زیرِ بحث تخلیق فن و فکر کے محاسن سے مزین عمدہ تخلیق ہے۔اس سلسلے میں نامور شاعر احمد فراز کہتے ہیں:

"مجھے یہ جان کر خوشگوار حیرت ہوئی فخر الملک نے اپنی خود نوشت "طاقِ نسیاں" کے نام سے لکھی ہے۔ یہ ایک مختصر مگر جامع سوانح عمری ہے جس میں صوبہ سرحد کی ایک اہم ریاست کی تاریخ بھی ہے اور ذاتی حالات بھی۔اندازِ بیان شگفتہ اور ادبی چاشنی سے پُر ہے"(۱۴)

چترال سے تعلق رکھنے والی اہم علمی شخصیت پروفیسر اسرار الدین کی تصنیف "ہز ہائنس سر محمد ناصر الملک" چترال کے آخری شاہی خاندان (کٹوریہ) کے حکمران کی سوانح عمری ہے جو پڑھنے والوں کو ناصر الملک کی شخصیت کے ساتھ ساتھ چترال کی تاریخ سے بھی آگاہ کرتی ہے۔

مجموعی لحاظ سے دیکھا جائے تو یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ چترال میں نامساعد حالات کے باوجود ادیبوں کی پُر خلوص کاوشوں سے اردو کے فروغ کا سلسلہ جاری ہے۔ یہاں ادب کے ہر صنف میں طبع آزمائی کرنے والے ادیب موجود ہیں جو وسائل کی کمی کے باوجود قلم کو خدمتِ علم کے لیے وقف کرتے آرہے ہیں۔امید کی جاتی ہے کہ یہاں اُردو ادب کا ایسا سرمایہ تخلیق ہو گا جو اپنی انفرادی رنگ کے باوجود ادبی منظر نامے میں خوشگوار اضافہ ثابت ہو گا۔

حوالہ جات

نمبر شمار	مصنف	کتاب	صفحہ نمبر
۱۔	عنایت اللہ فیضی،ڈاکٹر	پاکستانی زبانی	۲۸۷

Vol.7 No.2 2024

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

۲،	مجلہ خیبر	۱۹۶۵	۱۹
۳۔	ایضاً		۲۳
۴۔	ایضاً		۱۰
۵۔	مجلہ شندور	شمارہ نمبر ۱۳۰، جلد ۲۰	۸
۶۔	ایضاً		۱۰
۷۔	مجلہ کھوار چاپ	رحمت اکبر خان نمبر شمارہ ۸، جنوری ۲۰۱۰	۵۱
۸۔	مجلہ بزمِ کھوار	۱۹۹۸	۱۶۰
۹۔	ایضاً		۱۶۵
۱۰۔	محمد حمید شاہد	ادبی تنازعات	۱۸
۱۱۔	عنایت اللہ فیضی، ڈاکٹر	چیں بہ جبیں	۵۶
۱۲۔	ظہور احمد اعوان، ڈاکٹر	اردو ادبی صحافت	۱۲۳
۱۳۔	محمد عنایت اللہ	اشپاتا	۴
۱۴۔	احمد فراز	(مقدمہ) طاقِ نسیاں	۱۲

کتابیات

کتاب	ناشر	سن اشاعت
۱۔ادب اور قومی شعور	تھرڈ ورلڈ ایجوکیشن	۲۰۱۰
۲۔ادبی تنازعات	اے۔آر پرنٹرز اسلام آباد	۲۰۰۰
۳۔ادبی جائزے	اکیڈمی ادبیات پاکستان	۱۹۸۲
۴۔الماس	نواب پرنٹرز سکھر	۲۰۰۵،۰۶،۰۷
۵۔بزم کھوار	انجمن ترقی کھوار دروش	۱۹۹۸
۶۔پاکستانی زبانیں	علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی	۲۰۰۹
۷۔خیابان	چغتائی پبلشرز، اُردو بازار لاہور	۲۰۰۷
۸۔خیبر	اسلامیہ کالج پشاور	۱۹۶۲،۶۳،۶۴،۶۵
۹۔شندور	پرنٹنگ پریس لاہور	۲۰۱۳
۱۰۔کھوار چاپ	انجمن ترقی کھوار	۲۰۱۰
۱۱۔نوائے چترال	کرامت سخاوت پرنٹنگ پریس	۲۰۰۹

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617